اختر راہی

مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مطالعہ عیسائیت

قرآن و حدیث میں حضرت عیسیٰ، ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریمؑ، ان کے حواریوں اور عیسائی عقائد کا ذکر کم از کم اتنی تفصیل سے موجود ہے کہ علمائے اسلام کے لیے عیسائیت کوئی اجنبی مذہب نہیں۔ تاہم علمائے برصغیر نے عیسائیت کو اپنے مطالعے اور تصنیف کا خصوصی موضوع اس وقت بنایا جب مغرب سے آنے والے مسیحی مناددوں نے یہاں تبلیغی کوششوں کا آغاز کیا۔

برطانوی نوآبادیاتی دور (۱۷۵۷ء - ۱۹۴۷ء) میں ابتداً علماء کے بالمقابل مغرب سے آنے والے پادری اور مناد تھے، مگر رواں صدی کے آغاز تک ایسے مقامی عیسائی مناظر اور اہل قلم تبلیغی میدان میں آ چکے تھے جنھوں نے خود عیسائیت قبول کی تھی یا ایک نسل پہلے ان کے خاندانوں نے آبائی دین ترک کرتے ہوئے بپتسمہ لیا تھا۔ یہ نو عیسائی مناد برصغیر کے مذاہب پر تنقید میں اپنے پیش رووں کی نسبت زیادہ جارحانہ اندازِ بیان رکھتے تھے اور اسی حوالے سے علمائے اسلام نے ان کی تحریروں اور تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔

رواں صدی کے نصف اول میں برصغیر کے جن علماء نے عیسائیت کو اپنے مطالعے اور توجہ کا مرکز بنایا، ان میں مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (۱۸۶۸ء - ۱۹۴۸ء) کا نام بہت نمایاں ہے۔ مولانا امرتسری قرآن و سنت پر گہری نظر رکھتے تھے[۱]۔ زبان و بیان پر انہیں عبور حاصل تھا اور حمیّت دینی کے لیے دور و نزدیک مشہور تھے۔ ان کی وفات پر مولانا سیّد سلیمان ندوی (م ۱۹۵۳ء) نے بجا طور پر لکھا تھا کہ[۲]

> "مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد سپاہی تھے، زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے بھی حملہ کیا اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے [پہلے] آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے۔"

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے یوں تو اپنی مختلف تصنیفات میں عیسائی تاریخ و روایات اور عقائد و اعمال پر بحث کی ہے[۳] تاہم انھوں نے اس موضوع پر مستقل بالذات کتابیں بھی لکھی ہیں۔ ذیل میں ان کی آخر الذکر قسم کی کاوشوں کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

۱- تقابلِ ثلاثہ

پادری ٹھاکر داس[۴] (م ۱۹۱۰ء) نے "عدمِ ضرورتِ قرآن" کے نام سے ایک کتابچہ لکھا جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قرآن مجید کے تمام اہم مضامین کتب سابقہ میں موجود ہیں۔ اس لیے قرآن مجید کی کوئی ضرورت نہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اس کے جواب میں "تقابلِ ثلاثہ" تالیف کی۔

مولانا ثناء اللہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ[۵] قرآن مجید نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ ایک نئی تعلیم ہے بلکہ صاف لفظوں میں کہا گیا ہے کہ نبی اکرمؐ کو اسی دین کی تعلیم دی گئی تھی جو نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام لائے تھے[۶] تاہم یہ کہنا بھی درست نہیں کہ قران مجید کی تمام تعلیم کتبِ سابقہ میں موجود ہے۔

مولانا ثناء اللہ نے اپنے نقطۂ نظر کے اثبات کے لیے مندرجہ ذیل موضوعات پر قرآن مجید، تورات اور انجیل کی تعلیمات کا تقابل کیا ہے۔

- اثبات واجب الوجود (دلائل ہستی صانع عالم)
- دعویٰ توحید و دلائلِ توحید
- صفاتِ باری
- شرائع (احکامِ شرع)
- عام اخلاق
- تدبیرِ منزل (رشتہ کے احکام)
- قوانین دیوانی و فوجداری
- احکامِ جنگ
- صلح
- عقبیٰ یا قیامت

پوری کتاب جدول کی صورت میں ہے۔ پہلے کالم میں قرآن، دوسرے میں تورات اور تیسرے میں انجیل سے آیات نقل کی گئی ہیں۔ کالم میں قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ درج کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے اور قرآنی متن نیچے حاشیے میں درج کیا گیا ہے۔ قرآنی تعلیمات سے تقابل کے لیے کتابِ مقدس میں سے صرف تورات اور انجیل کو لیا گیا ہے کیوں کہ مولانا ثناء اللہ کے الفاظ میں بائبل میں[۷] "حسب اعتقاد عیسائیاں دو ہی کتابیں اصل ہیں، تورات بلحاظ قدامت اور احکام، اور انجیل بلحاظ روحانیت اور خاتمیت"

یوں تو کتاب چیدہ چیدہ موضوعات پر قرآن مجید، تورات اور انجیل کا انتخاب ہے مگر مؤلف نے حاشیے میں کہیں کہیں تبصرہ بھی شامل کیا ہے مثال کے طور پر "قوانین دیوانی و فوجداری" کے تحت قتل کی سزا سے متعلق حسب ذیل حاشیہ ہے۔ (۸)

"اس مضمون کے متعلق انجیل تو ساکت ہے، تورات نے بھی جو کچھ بتلایا ہے۔ قانون پیشہ اصحاب کے قابل غور ہے کہ کس حد تک قتل عام کی اجازت ہے۔ قرآن شریف نے اس مضمون کو بھی جیسا کچھ بتلایا ہے، فطرتِ انسانی اس کی متقاضی ہے، مثلاً مقدمۂ قتل میں مقتول کے وارث کو قاتل کے قتل کرنے، عوض لینے، معاف کرنے میں تینوں باتوں کا اختیار دیا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ بوڑھے باپ کا بیٹا مرنے سے کس کا حرج اور کس کی زندگی تلخ ہوتی ہے۔ پھر اگر وہ اپنی مصلحت عوض لینے میں دیکھے کہ بیٹا گیا تو آ نہیں سکتا۔ بقایا زندگی کا بوجھ جو (لائق بیٹے نے اٹھایا ہوا تھا۔) کسی قدر عوض سے ہلکا کرے۔ یا اگر قاتل بھی اس کے قریبی رشتہ میں ہے یا وہ اپنی مصلحت اس کے معاف کرنے میں ہی جانتا ہے تو کیوں اس کو معاف کرنے کی اجازت نہ ہو اور اگر بدلہ لے کر جوش نکالنا پسند کرتا ہے تو اس کا اختیار ہے۔ غرض تینوں اختیارات جو قرآن نے وارثِ مقتول کو دیے ہیں یہی انصاف ہے۔ یہ نہیں کہ تم قاتل سے دست مت لو بلکہ ضرور قتل کرو۔ (گنتی۔ ۲۵: ۳۰)...."

"تقابل ثلاثہ" پہلی بار ۱۹۰۱ء، دوسری بار ۱۹۰۴ء اور تیسری بار ۱۹۲۳ء میں مولانا امرتسری کی نگرانی میں امرتسر سے شائع ہوئی۔ مولانا امرتسری کے بقول اس کا انگریزی ترجمہ احمدی جماعت کے ایک فرد بابو شمس الدین نے مؤلف کا نام ذکر کیے بغیر اپنے نام سے شائع کیا ہے۔

۲۔ توحید، تثلیث اور راہِ نجات

چالیس صفحات کے اس کتابچے میں توحید، تثلیث اور کفارۂ مسیح کے تین عنوانات پر بحث کی گئی ہے۔ عیسائی عالموں کے اس دعویٰ پر سخت گرفت کی گئی ہے کہ (۹)

"ہمارے گناہ صاف ہو چکے ہیں اور تمہارے گناہ باقی ہیں، ہم اپنی مراد کو پا چکے ہیں، تم ہنوز نامراد منتظر ہو، ہمارا دین [عیسائیت] اچھا ہے۔"

اس کے برعکس یہ ثابت کیا ہے کہ انجیل کے حوالوں سے جو راہِ نجات بتائی جاتی ہے، یہ ناقابل عمل ہے۔ اس کے برعکس دینِ اسلام آسان ہے اور اس لیے قابلِ عمل بھی۔

یہ کتابچہ ۱۹۱۴ء میں امرتسر سے پہلی بار شائع ہوا تھا۔

۳- جوابات نصاری

یہ کتاب اصلاً تین کتابچوں "معارف قرآن"، "اثبات التوحید" اور "تم عیسائی کیوں ہوئے؟" کا مجموعہ ہے۔ اوّل الذکر ایک رسالہ "حقائق قرآن" کا جواب ہے۔ ثانی الذکر پادری عبدالحق کے رسالہ "اثبات التثلیث" اور آخر الذکر پادری سلطان محمد پال کے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہوا؟" کی تردید ہے۔ یہ تینوں کتابچے پہلے مولانا امر تسری کے ہفت روزہ اہل حدیث (امرتسر) میں شائع ہوئے اور پھر ۱۹۳۰ء میں یک جا "جوابات نصاریٰ" کے نام سے شائع کیے گئے۔

پادری عبدالحق[۱۰] (م ۱۹۷۳ء) اور پادری سلطان محمد پال دونوں حضرات مسلمان خاندانوں میں پیدا ہوئے تھے اور انھوں نے اسلامی مدارس میں تعلیم حاصل کی تھی۔ اس لیے عیسائی حلقوں میں ان کی شہرت یہ تھی کہ وہ قرآن و حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ پنجاب میں مسلمان علماء کے بالمقابل یہی مناظر ہوا کرتے تھے۔ خود مولانا امرتسری سے ان کے مناظرے ہوئے۔[۱۱]

"حقائقِ قرآن" کا موضوع یہ تھا کہ ازروئے قرآن حضرت عیسیٰؑ، حضور اکرمؐ سے افضل ہیں، مؤلف نے قرآنی آیات سے چودہ وجوہ گنائی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو جو خصائص حاصل تھے وہ حضور اکرمؐ کو حاصل نہیں تھے۔ مولانا ثناء اللہ نے ایک ایک کر کے وہ وجوہ گنائی ہیں اور ان کا جواب دیا ہے مگر مختصراً یہ لکھا ہے کہ[۱۲]

> "حضرت مسیحؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات الہیہ کا مقابلہ کر کے فیصلہ کر لو کہ دُنیا میں اپنی مفوّضہ خدمات میں کون کامیاب ہوا اور ناکام کون؟ یاد نہ ہو تو سنیے! حضرت مسیح دنیا سے گئے تو صرف بارہ یا سولہ آدمی آپ کے فیض سے مستفیض تھے۔ جن میں سے بھی بعض کمزور اور ضعیف الخیال اور دشمنوں کا چاروں طرف سے زغہ تھا۔ برخلاف اس کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت دنیا سے رخصت ہوئے کہ ارد گرد کوئی ایک متنفس بھی آپ کے مقصود اور خدمات کا مخالف نہ تھا ...."

"جوابات نصاریٰ" میں شامل دوسرا کتابچہ پادری عبدالحق کی تالیف "اثبات التثلیث" کا جواب ہے مگر حقیقتاً مختصر تبصرہ ہے جس میں کتاب کے تناقصات اور خامیاں ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تیسرا کتابچہ پادری سلطان محمد پال کے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہو گیا؟"[۱۳] کا جواب ہے۔

۲ ستمبر ۱۹۲۸ء کو حافظ آباد میں پادری سلطان محمد پال اور مولانا ثناء اللہ کے درمیان مناظرہ ہوا تو پادری صاحب نے انہیں رسالہ "میں کیوں مسیحی ہو گیا؟" کا جواب لکھنے کا چیلنج دیا۔[۱۴] اس رسالے میں پادری صاحب نے اپنی روداد لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ افغانستان کے ایک مسلمان خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ لڑکپن میں ہندوستان آ گئے۔ مدرسہ فتح پوری دہلی اور مدرسہ زکریا

بمبئی میں تعلیم حاصل کی۔ طالب علمی کے زمانے سے انہیں ردِ عیسائیت کا شوق تھا۔ بمبئی میں پادریوں سے مباحثہ کرتے تھے اور مدرسہ زکریا کے طلبہ میں مباحثے اور تقریر سے دلچسپی پیدا کرنے کی خاطر انہوں نے ندوۃ المتکلمین کے نام سے ایک تنظیم بھی قائم کی تھی۔ کچھ عرصے بعد یہ تنظیم غیر فعال ہو گئی تو ایک نئی انجمن بنام "ضیاء الاسلام" تشکیل دی جس کے وہ خود صدر تھے۔ اس انجمن کے ایک اجلاس میں منشی منصور مسیح نے اس موضوع پر تقریر کی کہ "اسلام میں نجات نہیں ہے"۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے انہوں نے منشی منصور مسیح کا جواب دیا مگر اندر سے منشی منصور مسیح کے نقطۂ نظر کے قائل ہو گئے۔ مزید غور و فکر سے انہیں معلوم ہوا کہ قرآن مجید اور بائبل دونوں کے مطابق حضرت عیسیٰ کے علاوہ سب بنی نوع انسان گناہ گار ہیں۔ قرآن اور حدیث کی رُو سے انسان اللہ کے فضل کے بغیر نجات نہیں پا سکتے۔ اس کے برعکس بائبل میں انہیں نجات مل گئی اور اگست ۱۹۰۳ء میں انہوں نے بپتسمہ لیا۔

مولانا ثناء اللہ نے "میں کیوں مسیحی ہو گیا؟" کا جواب لکھنا شروع کیا جس کی پہلی قسط ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو "اہلِ حدیث" (امرتسر) میں شائع ہو گئی۔ پادری محمد سلطان پال نے اخبار "نور افشاں" (لاہور) میں اس تنقید پر محاکمہ لکھا جو بعد میں "شیر افگن" کے زیرِ عنوان چھپا۔ شیر افگن کی اشاعت کے بعد جب "تم عیسائی کیوں ہوئے؟" کو "جواباتِ انصاری" میں شامل کیا گیا تو اس میں بعض اضافات کیے گئے۔

پادری پال نے قرآن و حدیث کے حوالے سے جو نتائج اخذ کیے تھے، مولانا ثناء اللہ نے اُن کی تنقیح کی اور بائبل سے استشہاد کیا کہ وہ قرآن و حدیث سے مختلف نقطۂ نظر کی حامل نہیں۔ مثال کے طور پر پادری پال نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قرآن کی رو سے "نجات کا ملنا صرف اعمال صالحہ پر موقوف ہے" اور "کیا یہ ممکن ہے کہ ہم سے نیکی ہی نیکی سرزد ہوتی جائے اور کسی قسم کی بدی ہم سے سرزد نہ ہو؟ کیا انسان میں ایسی طاقت ہے۔"(۱۵)

پادری پال نے نجات کے لیے ضروری سمجھا ہے کہ "انسان کے اعمال نامہ میں نیکی ہی نیکی ہو، بدی کا نام و نشان نہ ہو"۔ حالانکہ قرآن نے واضح کیا ہے کہ "امامن ثقلت موازینہ فھو عیشۃ راضیہ (پ ۳۰: ع ۲۶) جس شخص کے اعمال میں اکثریت اچھی ہو گی، وہ نجات پا جائے گا۔" اس کے علاوہ "اسلام میں ایک طریقۂ نجات تو اکثریت اعمال صالحہ ہے، دوسرا اکثریت اجتناب از معاصی ہے، یعنی جو شخص اکثر حالات میں بڑے بڑے گناہوں سے بچتا رہے گا۔ وہ نجات پا جائے گا"۔ نیز گناہوں پر پشیمانی اور توبہ اختیار کرنے سے بھی معافی موجود ہے۔

مولانا امرتسری نے قرآنی تشریحات کے ساتھ بائبل سے یہ واضح کیا ہے کہ وہاں بھی ایسے

احکامات موجود ہیں کہ اگر خوبیاں نہ ہوں تو آسمان کی بادشاہت میں داخلہ ممکن نہیں۔ (۱۶)

۴۔ مناظرہ الہ آباد

مولانا ثناء اللہ امرتسری اور پادری عبدالحق کے درمیان توحید و تثلیث کے موضوع پر ہونے والے ایک مناظرے کی روداد ہے۔ ۱۹۳۴ء میں امرتسر سے شائع ہوئی۔

۵۔ اسلام اور مسیحیت

پادری برکت اللہ (۱۸۹۱ء - ۱۹۷۲ء) نارووال کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے لڑکپن میں خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ عیسائیت قبول کی تھی۔ آرچ ڈیکن احسان اللہ ان کے حقیقی تایا تھے۔ ۱۹۲۳ء میں بحیثیت پریسٹ اینگلیکن کلیسا میں ان کی تقدیس ہوئی۔ ۱۹۵۱ء میں امرتسر کے اسقفی حلقے کے آرچ ڈیکن مقرر ہوئے۔ پادری برکت اللہ کا نام پنجاب کے عیسائی اہل قلم میں بہت نمایاں ہے۔ ان سے چالیس کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں یادگار ہیں۔ ان کی حسب ذیل کتابوں پر مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ناقدانہ تبصرے لکھے۔

*توضیح البیان فی اصول القرآن (اسلام کے اصول میں عالمگیر ہونے کی صلاحیت نہیں۔)
*مسیحیت کی عالم گیری
*دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت؟ (۱۷)

ان کے ناقدانہ تبصرے "اسلام اور مسیحیت" کے بالترتیب تین ابواب بنے۔ مولانا ثناء اللہ نے پہلے "توضیح البیان" کو اپنے مطالعہ کا موضوع بنایا، پھر "مسیحیت کی عالمگیری" اور آخر میں "دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت" کو۔ حالانکہ پادری برکت اللہ کی ترتیب تالیف اس کے بالکل برعکس ہے۔ پادری برکت اللہ نے پہلے "دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت" لکھی، پھر "مسیحیت کی عالمگیری" اور آخر میں "توضیح البیان فی اصول القرآن" تالیف کی۔

مولانا ثناء اللہ نے اس بات کی کوئی وضاحت نے کی کہ انہوں نے "توضیح البیان" کو اپنے مطالعے کے لیے سب سے پہلے کیوں چُنا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید کتاب کے ذیلی عنوان — اسلام کے اصول میں عالمگیر ہونے کی صلاحیت نہیں — نے انہیں قلم اٹھانے پر مجبور کیا۔ اور جب "توضیح البیان" پر لکھنا شروع کیا تو اس میں جابجا "مسیحیت کی عالمگیری" کی جانب اشارات کیے گئے تھے چنانچہ دوسری کتاب پر تبصرہ لکھا اور دوسری کتاب نے تیسری کتاب "دین فطرت" کی جانب رہنمائی کی۔

پادری برکت اللہ کی تینوں کتابیں اصلاً ایک ہی موضوع پر ہیں اور ان میں ایک جیسے دلائل و براہین پیش کیے گئے ہیں۔ اُن کے دعوے کے مطابق مسیحیت دین فطرت ہے اس لیے اس کے اصول عالمگیر ہیں۔ اسلام ان خوبیوں سے عاری ہے اور عالمگیر دین ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

جہاں تک عالمگیر مذہب کی خصوصیات کا تعلق ہے، پادری برکت اللہ کی تالیف "مسیحیت کی عالمگیری" سے مولانا نے ان کا خلاصہ یوں نقل کیا ہے (۱۸)

- عالمگیر مذہب کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے اصول ارفع اور اعلیٰ ترین ہوں۔ ان اصولوں میں یہ صفت ہو کہ دنیا کے سب لوگوں کی ضمیریں ان کو مان سکیں۔

- لازمی امر ہے کہ عالمگیر مذہب خدا کی نسبت ایسی تعلیم دے جس کے سامنے ہر زمانہ اور قوم کی گردنیں جھک جائیں۔

- کوئی مذہب عالمگیر کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا جس کے اصول عالمگیر نہ ہوں۔ جس مذہب کے اصولوں میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ ہر ملک، قوم اور زمانہ اور نسل کے لوگوں پر حاوی ہو سکے۔ وہ مذہب صرف ایک ملک یا قوم یا زمانہ یا پشت کے لیے ہی مفید ہو سکتا ہے۔

- لازم ہے کہ عالمگیر مذہب کے اصول نہ صرف زمانۂ ماضی کے لیے کسی خاص قوم یا ملک یا پشت یا زمانہ کے صحیح رہبر رہ چکے ہوں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان اصولوں کا اطلاق دور حاضر کے تمام ممالک و اقوام پر ہو سکے۔

- چوں کہ عالمگیر مذہب کا تعلق کل اقوامِ عالم کے ساتھ ہے اور زمانۂ ماضی، دور حاضرہ اور زمانہ مستقبل کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ اس کے اصول اعلیٰ ترین اور بلند ترین پایہ کے ہوں۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ عالمگیر مذہب کے اصول مذاہب عالم کے اعلیٰ اصول کے جامع ہوں۔

- عالمگیر مذہب کے لیے نہ صرف یہ ضروری ہے کہ اس کے اصول اعلیٰ، ارفع، جامع اور کامل ہوں بلکہ یہ اشد ضروری ہے کہ اس میں یہ کامل نمونہ بھی ہو۔ جس کی شخصیت میں وہ اعلیٰ اور افضل اصول پائے جائیں۔ والدین اور استاد اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ اصول کی تلقین سے نمونہ دکھانا بہتر ہوتا ہے۔"

مولانا ثناء اللہ امرتسری کو پادری صاحب کے بیان کردہ ان تمام اصولوں سے اتفاق ہے۔(۱۹) پادری صاحب نے ان اصولوں کے تحت عیسائیت کو عالمگیر مذہب ثابت کیا ہے جب کہ مولانا ثناء اللہ نے تصویر کا دوسرا رخ دکھایا ہے۔ اسلامی عقائد و عبادات کا دفاع کر کے عیسائیت پر وہی اعتراضات وارد کیے ہیں جو پادری صاحب کو اسلام پر ہیں۔ پادری صاحب کی تینوں کتابوں پر تبصروں میں جہاد، اسلامی عبادات (نماز، روزہ، حج وغیرہ)، عورت کے معاشرتی مقام اور اخوت و محبت کے تصور پر گفتگو کی گئی ہے۔

پادری صاحب کے بعض اعتراضات وہی ہیں جو آریہ سماجی مبلغوں کو اسلام پر تھے چنانچہ مولانا نے اپنی ان تالیفات کا حوالہ دیا ہے جو انھوں نے آریہ سماجیوں کی تردید میں تالیف کی ہیں۔ بعض مقامات پر پادری صاحب نے اپنی تائید میں تجدد پسند مسلم اہل قلم کے حوالے دیے ہیں۔ نیاز فتح پوری کا حوالہ دیے جانے پر مولانا لکھتے ہیں کہ "اگر آپ ایسے آزاد رو لوگوں کی رائے کا سہارا تلاش کریں گے تو ہم بھی مسٹر بریڈلا۔۔ جیسے معزز رکن پارلیمنٹ انگلستان کی کتاب تناقصات بائبل پیش کر دیں گے۔"(۲۰)

مولانا کے نقطۂ نظر کے مطابق عیسائیت کا پہلا بنیادی پتھر حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت ہے اور دوسرا بنیادی پتھر کفارۂ مسیح ہے۔ ان دونوں عقائد کا جائزہ لیتے ہوئے تردید کی گئی ہے۔

۶۔ تفسیر یوسف اور تحریف بائبل

اس مختصر سی کتاب میں مولانا ثناء اللہ نے واضح کیا ہے کہ عیسائی پادری ہر دور میں بائبل میں تحریف کے مرتکب ہوتے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بائبل کے مختلف ایڈیشنوں کا حوالہ دے کر تحریف ثابت کی گئی ہے۔

۷۔ برہان التفاسیر

پادری سلطان محمد خان نے سلطان التفاسیر کے نام سے ایک تفسیر لکھی تھی۔(۲۱) مولانا ثناء اللہ نے اہل حدیث (امرتسر) میں اس پر محاکمہ "برہان التفاسیر" کے عنوان سے لکھا۔(۲۲) مؤلف "تذکرہ ابوالوفاء" کی اطلاع کے مطابق مولانا پہلے ایک رکوع کی جامع اور مکمل تفسیر لکھتے ہیں اور اس کے بعد معترضین کا جواب دیتے ہیں۔(۲۳)

مجموعی جائزہ

مطالعۂ عیسائیت کے سلسلے میں مولانا ثناء اللہ کی جملہ تحریروں پر ایک نظر ڈالنے سے یہ امر واضح ہے کہ انھوں نے خود پہل کرتے ہوئے کوئی کتاب تالیف نہیں کی بلکہ اُنھوں نے مختلف کتابوں / کتابچوں کی تردید میں قلم اٹھایا ہے۔ اس لیے ان کی تحریریں "رد عمل" کے ذیل میں آتی ہیں۔ اُن کا زیادہ مقصود اسلامی تعلیمات کا دفاع ہے، عیسائیت کا بھرپور جائزہ لینا ان کے پیشِ نظر نہیں رہا۔ تاہم "تقابل ثلاثہ" ایک ایسی کاوش ہے جو اپنے موضوع پر از حد قابل قدر ہے۔ مولانا ثناء اللہ کا تعلق علماء کے اس گروہ سے تھا جس نے اصلاً دینی مدارس کے ماحول میں تعلیم و تربیت پائی تھی اور السنۂ شرقیہ کے امتحانات پاس کرنے کے باعث ان کے ناموں کے ساتھ منشی فاضل اور مولوی فاضل کے لاحقے شامل ہو گئے تھے۔ تاہم مغربی اہل قلم کی تصانیف تک انھیں براہ

راست رسائی حاصل نہ تھی۔ ان کی معلومات تراجم اور دوسرے درجے کے ماخذوں پر مبنی تھیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ برصغیر میں کام کرنے والے مسیحی مبلغوں نے عیسائیت کے تعارف یا اسلام کی تردید میں جو کچھ فارسی یا اردو میں لکھا، وہ مولانا امرتسری کی نظر میں تھا۔ انھوں نے پادری فانڈر کی تالیفات "میزان الحق" اور "مفتاح الاسرار" کا تواکثر ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے پادری عماد الدین، پادری صفدر علی، جناب اکبر مسیح اور پادری گولڈ سیک کے حوالے بھی دیے ہیں۔ اسی طرح پروفیسر آرنلڈ کی تالیف "پریچنگ آف اسلام" کے اُردو ترجمہ کا ذکر کیا ہے۔

مولانا کی تالیفات مناظرانہ انداز میں ہیں اس لیے ان میں مخالف فریق کو اُس کی نالائقی، غلط مبحث اور انداز بیان کی بے ربطی کے الزام دیے گئے ہیں۔ اسی مناظرانہ روش کا نتیجہ ہے کہ اس انداز کے اشعار جگہ جگہ نقل کیے گئے ہیں۔

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

نیز

کیا جانے تجھ میں کیا ہے لوٹے ہے تجھ پہ جی
یوں اور کیا جہاں میں کوئی حسیں نہیں

مناظرانہ اندازِ تالیف کے باوجود مولانا نے مطالعۂ عیسائیت کے سلسلے میں جو مواد پیش کیا ہے، یہ اتنا اہم ہے کہ اسے اگر اثباتی رنگ میں نئی شکل وصورت سے ترتیب دیا جائے تو تقابلِ ادیان کے طلبہ کے لیے ازحد مفید ہوگا۔ ترتیبِ جدید میں عیسائی پادریوں کے وہ جواب بھی پیش نظر رکھ لیے جائیں جو اُنھوں نے مولانا ثناءاللہ کی تردید میں شائع کیے[۲۳] تو یہ کام مفید تر ہو جائے گا۔

حواشی

۱۔ احوال و آثار کے لیے ملاحظہ ہوں:
* عبدالمجید خادم سوہدروی، سیرت ثنائی، سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ دفتر اہل حدیث (۱۹۵۲ء)
* محمد داؤد راز دہلوی، حیات ثنائی، دہلی
* ابو یحییٰ امام خان نوشہروی، نقوش ابوالوفاء، جلد اول، لاہور: ادارہ ترجمان السنہ (۱۹۶۹ء)
* عبدالرشید عراقی سوہدروی، تذکرہ ابوالوفاء، گوجرانوالہ: ندوۃ المحدثین (۱۹۸۴ء)

۲۔ سید سلیمان ندوی، یادرفتگاں، کراچی: مکتبۃ الشرق، (۱۹۵۵ء)، ص ۴۳۱

۳۔ مثال کے طور پر انھوں نے عیسائیت کے عقائد و اعمال پر "تفسیر ثنائی" میں مختلف مقامات پر

گفتگو کی ہے۔

۴۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے "تقابلِ ثلاثہ" میں "عدم ضرورتِ قرآن" کے مؤلف کا نام نہیں لکھا۔ عبدالرشید عراقی نے مولانا امرتسری کی ایک تحریر سے "عدم ضرورتِ قرآن" کا مؤلف پادری ٹھاکر دت بتایا ہے۔ (حوالہ مذکورہ، ص ۶۶) پادری اے۔ ٹھاکر داس نے اسے پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکر داس کی تالیف قرار دیا ہے۔ دیکھیے: اے ٹھاکر داس، خداوندِ مسیح کے نور تن، لاہور: پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی (۱۹۴۵ء)، ص ۷۷

۵۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری، تقابلِ ثلاثہ، امرتسر: دفتر اہل حدیث (۱۹۲۳ء)، ص ۴

۶۔ قرآن مجید، الشوریٰ

۷۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری، تقابلِ ثلاثہ، حوالہ مذکورہ، ص ۱

۸۔ ایضاً، ص ۱۱۱۔ ۱۱۲

۹۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری، توحید، تثلیث اور راہِ نجات، امرتسر: دفتر اہل حدیث (۱۹۱۴ء)، ص ۱۳

۱۰۔ ایم۔ اے۔ قیوم ڈسکوی کے الفاظ میں پادری عبدالحق "قرآن شریف اور احادیث، علم فقہ، منطق، فلسفہ، اور دیوبندی علم سے وسیع واقفیت رکھتے تھے" ماہنامہ المشیر (راولپنڈی)، ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۷۳ء، ص ۳۵۵

۱۱۔ عبدالمجید خادم سوہدروی، حوالہ مذکورہ، ص ۳۲۸۔ ۳۲۹، ص ۳۳۳۔ ۳۳۴

۱۲۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری، جواباتِ نصاریٰ، گوجرانوالہ: ندوۃ المحدثین (۱۹۸۳ء)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اس نقطۂ نظر کی تائید امریکی مصنف مائیکل۔ ایچ۔ ہارٹ کی رائے سے بھی ہوتی ہے۔ مائیکل ہارٹ نے لکھا ہے:

"دنیا کے انتہائی کامیاب لوگوں میں حضرت محمدؐ کو سرفہرست رکھنے کے میرے انتخاب سے بہت سے قارئین حیرت زدہ ہوں گے اور بعض سوال اٹھائیں گے۔ تاہم وہ تاریخ میں واحد شخص ہیں جو دینی اور دنیوی ہر دو اعتبار سے بدرجہ اتم کامیاب رہے۔"

(Michal H. Hart, The 100: A Ranking of the Most Influential Persons in History. New Jersey, p. 33)

۱۳۔ پادری سلطان محمد پال، میں کیوں مسیحی ہو گیا؟، پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی (بار دہم، ۱۹۵۸ء) مذکورہ بالا اشاعت صرف چوبیس صفحات پر مشتمل ہے مگر مولانا امرتسری نے جس اشاعت کا جواب لکھا ہے وہ اس سے تقریباً دگنی یعنی 47 صفحات پر حاوی تھی۔

۱۴۔ پادری سلطان محمد پال کے اس رسالے کا ایک جواب مولوی ادریس (مدرسہ قادریہ الہ آباد) نے "صاعقہ ذوالجلال بجواب پادری پال" کے نام سے لکھا تھا۔

۱۵- پادری سلطان محمد پال، حوالہ مذکورہ، ص ۱۳
۱۶- مولانا ثناء اللہ امرتسری، جواباتِ نصاریٰ، حوالہ مذکورہ، ص ۵۰-۵۳
۱۷- اس کتاب پر ایک اور تبصرے کے لیے دیکھیے: ضیاء شاہد، ایک دل آزار کتاب، ماہنامہ اردو ڈائجسٹ (لاہور)، اپریل ۱۹۷۰ء، ص ۱۱۲-۱۲۰
۱۸- مولانا ثناء اللہ امرتسری، اسلام اور مسیحیت، گوجرانوالہ: ندوۃ المحدثین (۱۹۸۲ء)، ص ۶۹-۷۰
۱۹- ایضاً، ص ۷۰
۲۰- ایضاً، ص ۵۷

برطانوی پارلیمنٹ کا رکن چارلس بریڈلا (۱۸۳۳ء - ۱۸۹۱ء) ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوا تھا مگر اپنے ذاتی مطالعہ و تحقیق کے بعد آزاد خیال ہو گیا تھا۔ آزادیٔ فکر کا بڑا پرجوش مبلغ تھا اور اس غرض کے لیے اُس نے "نیشنل ریفارمر" کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا تھا۔ بائبل اور اس کی تعلیمات پر اسے شدید اعتراضات تھے۔ ۱۸۶۱ء میں اس نے ایک کتاب The Bible: What it is? کے نام سے لکھی اور بائبل کی تعلیمات پر شدید تنقید کی۔

برطانیہ کی سیاست میں وہ انتہا پسند تھا اور بادشاہت کے سخت خلاف تھا۔ غریبوں اور محنت کش طبقوں میں مقبولیت کے باعث ۱۸۸۰ء میں پارلیمنٹ کا رکن منتخب ہوا مگر اپنی نشست اس لیے نہ سنبھال سکا کہ اس نے بائبل پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اپریل ۱۸۸۱ء میں ضمنی انتخاب ہوا۔ چارلس بریڈلا پھر کامیاب ہو گیا لیکن دارالعوام میں اس کے داخل ہوتے ہی پرانا جھگڑا شروع ہو گیا اور اُسے جبراً پارلیمنٹ کی عمارت سے باہر نکال دیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں تیسرا ضمنی انتخاب ہوا اور چارلس بریڈلا ایک بار پھر کامیاب ہو گیا مگر دارالعوام میں اسے بیٹھنے کی اجازت حسبِ معمول نہ ملی۔ غرضیکہ نومبر ۱۸۸۵ء تک ہونے والے ہر ضمنی انتخاب میں وہی کامیاب ہوتا رہا۔ دارالعوام اپنی روایت توڑنے کو تیار نہ تھا اور چارلس بریڈلا اس کتاب پر حلف اٹھانے کو تیار نہ تھا جس پر اس کا ایمان نہیں تھا۔ بالآخر جنوری ۱۸۸۶ء کے عام انتخابات میں جب وہ پھر دارالعوام میں پہنچا تو حکمرانوں کو جھکنا پڑا اور اس نے بائبل کے بجائے اپنے ضمیر کی صداقت پر حلف اٹھایا۔

چارلس بریڈلا اُس دور میں برصغیر کے عوام کو حکومتِ خود اختیاری دینے کا داعی تھا جب خود برصغیر کے سیاسی رہنما یہ بات زبان پر لانے سے ڈرتے تھے۔ دسمبر ۱۸۸۹ء میں وہ خود برصغیر آیا تھا اور بمبئی میں انڈین نیشنل کانگرس کے اجلاس میں شریک ہوا تھا۔ اُس کی وفات پر اہلِ پنجاب نے چندہ جمع کر کے اس کی یاد میں لاہور میں بریڈلا ہال تعمیر کیا جو آج بھی موجود ہے۔

۲۱- سورۂ فاتحہ کے ترجمہ و تفسیر پر مبنی "سلطان التفاسیر" [لاہور: مرکنٹائل پریس (۱۹۲۹ء)، ۲۸ص] کا

ایک نسخہ بیت القرآن لاہور میں محفوظ ہے۔ دیکھیے: ڈاکٹر احمد خان، قرآن کریم کے تراجم (کتابیات)، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان (۱۹۸۷ء)، ص ۱۰۰

22۔ "بُرہان التفاسیر" ہفت روزہ اہل حدیث (امرتسر) میں ۶ مئی ۱۹۳۲ء تا ۲ جنوری ۱۹۳۳ء شائع ہوئی۔ (عبدالرشید عراقی سوہدروی، تذکرہ ابوالوفاء، حوالہ مذکورہ، ص ۶۴)

۲۳۔ ایضاً، ص ۶۴

۲۴۔ جب مولانا ثناء اللہ پادری برکت اللہ کی تالیفات پر تبصرے لکھ رہے تھے تو پادری موصوف نے اُن کا جواب لکھا اور اس کا کچھ حصہ رسائل و جرائد میں چھپنے کے بعد کتابی صورت میں بھی شائع ہو گیا تھا۔ مثال کے طور پر دیکھیے: پادری برکت اللہ، ابوّت الٰہی کا مفہوم بجواب اعتراضات مولوی ثناء اللہ صاحب مرحوم، لاہور: پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی (1949ء)، 56 ص